بسم الله الرحمن الرحیم
الحمد لله، والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول الله
أمّا بعدُ

دورِ حاضر کا زندقہ

محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر ایمان کو نجات کا واحد آپشن نہ ماننا

انٹرنیٹ پر ہمیں تبصرہ کے لیے ایک عبارت بھیجی گئی (https://goo.gl/6N6s80) جس کے پہلے دو پیرے شاید آپ کی توجہ لیے بغیر نہ رہیں:

> پہلے تو ہمیں سیکولرازم کا صحیح مطلب طے کرنا چاہیے۔یہ بات درست ہے کہ اگر اسے مذہب دشمن سمجھا جائے تو پھر تو ترقی یافتہ مغربی ممالک میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ پر پابندی ہوتی۔جب کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔
>
> منو بھائی اسلام کو سب سے بڑا سیکولر مذہب کہتے ہیں کیونکہ اس میں دوسرے مذاہب عیسائیت و یہودیت کے پیغمبروں اور کتابوں کو ماننا بھی مسلم پر لازم ہے جب کہ باقی کسی بھی مذہب ایسا نہیں ہے۔

اس سے پہلے شاید 'سیکولرزم' کی یہ جہت آپ کے علم میں نہ آئی ہو۔ مگر اب آپ کو اندازہ ہوتا ہے کہ 'سیکولرزم' نام کی یہ بلا آپ کے عقائدی پیراڈائم میں کہاں کہاں تک نقب لگا رہی ہے۔ اور وہ جو کسی وقت آپ کا خیال تھا کہ یہ ایک بھلا مانس نظریہ ہمارے 'مذہبی' معاملات میں کسی قسم کا دخل نہ دینے پر یقین رکھتا ہے، آپ کو اس پر نظر ثانی کی کس قدر ضرورت ہے۔ حق یہ ہے کہ اِس بلا کے ہزاروں رنگ ہیں اور ذہنوں پر اِس کے

اثر انداز ہونے کی ہزاروں سطحیں۔ اِس مضمون میں ہم جو دیکھ رہے ہیں، بلاشبہ یہ بھی اِس جدید عقیدے کا ایک رنگ اور ذہنوں پر عمل کرنے کی ایک سطح ہے۔ اور دراصل یہ پورا ایک پیکیج: الحاد۔

مذکورہ بالا عبارت پر ہمارا مختصر تبصرہ تھا(https://goo.gl/E9PqFw):

مجھے معلوم نہیں منو بھائی نے ایسا کہا یا نہیں۔ جھوٹ سچ، راوی کا اپنا ذمہ۔ لیکن اگر ایسا ہے، یا کسی اور نے بھی اِس مضمون کا اظہارِ خیال فرمایا ہے، تو اسے دانشوروں کے لطائف میں درج کرنا چاہئے۔ یہ ایک بہت اچھی مثال ہوگی کہ آج کیسے کیسے لوگ اسلام پر عطائیت quackery کی مشق فرما رہے ہیں۔

مولوی اِن حضرات کے سیکولرزم پر رائے زنی کرے تو ناواقف۔ ’بھائی پہلے سیکولرزم کا پتہ تو کر آؤ کہ وہ ہے کیا، پھر اس کے بارے میں کچھ بولنا‘۔ اور تم لوگوں کو ہرگز کوئی ضرورت نہیں کہ ”اسلام“ پر بات کرنے سے پہلے یہ پتہ کر لو کہ ”اسلام“ ہے کیا، تم اس پر بے تکان بول سکتے ہو!!!

بلکہ اعتراض یہاں تک کہ اسلام پر مولوی کا اجارہ ہی کیوں ہے، ہر کوئی اس کی تشریح کیوں نہیں کر سکتا؟!!!

یعنی مولوی تمہارے سیکولرزم کی تشریح تو بیچارہ کر ہی نہیں سکتا، کیونکہ یہ اس کا دین نہیں تمہارا دین ہے اور اپنے دین پر اتھارٹی تم خود ہو۔ مولوی بیچارہ اسلام کی تشریح بھی نہیں کر سکتا، وہ بھی منوں بھائی ہی کر کے دیں گے! اسلام پر اتھارٹی بھی اب یہی سیکولرزم کے داعی ہوں گے!!!

اور کمال ہی تو کر دیا اسلام کو سمجھنے میں:

اسلام میں ’دوسرے مذاہب عیسائیت و یہودیت کے پیغمبروں اور کتابوں کو ماننا بھی مسلم پر لازم ہے‘

یعنی موسی اور عیسی علیہما السلام یا ان پر نازل ہونے والی (اصلی) تورات اور انجیل پر ایمان مسلمان اس حیثیت میں لاتا ہے کہ وہ 'دوسرے مذاہب کے پیغمبر اور کتابیں' ہیں نہ کہ اپنے اپنے دور میں دینِ اسلام ہی کے مستند پیغمبر اور کتابیں!!!

بہت خوب!

'دوسرے مذاہب' میں تو سکھ مت بھی آتا ہے برادرم۔ کیا گرونانک اور گرنتھ پر ایمان بھی مسلمان پر اسی طرح واجب ہے جس طرح موسیٰؑ اور عیسیٰؑ اور (اصلی) تورات وانجیل پر؟؟؟!

ظاہر ہے موسی اور علیہما السلام اور ان پر خدا کے ہاں سے نازل ہونے والی (اصلی) تورات اور انجیل پر ایمان رکھے بغیر مسلمان مسلمان نہیں۔

کیا یہی حیثیت گرونانک اور اس کی گرنتھ کی بھی ہے؟ کیا پتہ منوں بھائی کے ہاں یہ بھی مسلمان کے حق میں ارکانِ ایمان کے اندر شامل ہو؛ اور اس کے بغیر مسلمان مسلمان نہ ہو!

اصول اگر وہی ہے جو ان صاحب نے اختیار کیا تو پھر کیا شک ہے کہ گرونانک کو بھی معاذ اللہ ثم معاذ اللہ موسی اور عیسی علیہما السلام ایسے خدا کے برگزیدہ پیغمبروں کے درجے میں رکھنا پڑے گا!

موسی اور عیسی علیہما السلام 'دوسرے مذاہب' کے پیغمبر!

تف ہے ایسی جہالت پر!

معذرت خواہ ہوں، اس تحریفِ اسلام پر مجھے اس سے نرم تر لفظ کوئی نہیں مل پایا۔

بعد ازاں، اِسی بحث کے ضمن میں ہمیں یہ سوال موصول ہوا:

ایک آدمی پہلے کہتا ہے: قرآن میں آیا ہے (سورۃ البقرۃ 62 کی آیت کے حوالہ سے) کہ ایک بھلے کام کرنے والا آدمی خواہ مسلمان ہے، خواہ یہودی،

خواہ عیسائی، خواہ صابئ، بس خدا اور اگلے کسی جہان کو مانتا ہو تو قیامت کے روز اس کی بخشش ہو جانے والی ہے۔ پھر جب اس سے پوچھا جاتا ہے: کیا نبی ﷺ کے مبعوث ہو جانے اور آپ ﷺ کا سن لینے کے بعد بھی جو شخص آپ ﷺ پر ایمان نہیں لاتا اور یہودی یا عیسائی یا صابئ ہی رہتا ہے، قیامت کے روز اس کی بخشش ہو جانے والی ہے؟ اور اس پر اسے سورۃ البینۃ کی آیت سنائی جاتی ہے إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ... تو وہ کہتا ہے: یہ تو تب ہے جب وہ دل سے تو جانتے ہوں محمد ﷺ سچے رسول ہیں مگر تکبر کی وجہ سے رسول کے ساتھ دشمنی کریں، یہ کفر ہوتا ہے۔

اس مسئلہ کو آپ کیسے سلجھاتے ہیں؟

ہمارا جواب:

اس سوال کے دو حصے ہیں:

1. ایک: نبیِ خاتم المرسلین ﷺ کی رسالت پر ایمان نہ لانے والے کسی بھی یہودی یا عیسائی یا صابئ کا کافر اور مستوجبِ دوزخ ہونا۔
2. دوسرا: اس کفر کرنے کا معنیٰ و مراد۔

سوال کے اِن دونوں حصوں پر ہم الگ الگ گفتگو کریں گے:

محمد ﷺ پر ایمان نہ لانا.. صاف موجبِ دوزخ

جدید فتنے اگر پوری طرح آپ کے سامنے ہیں تو اس آدمی کو سلیم الفطرت جانئے جو آپ کے اٹھائے ہوئے اِس سوال پر جھینپ ضرور جاتا ہے؛ اور یہ کہنے کا حوصلہ نہیں پاتا کہ خاتم الرسل محمد ﷺ کی بعثت ہو جانے کے بعد، اور آپ ﷺ کا سن کر، کرۂ ارض کا جو شخص یہودی اور عیسائی ہی رہتا ہے اسے قرآن کی جانب سے نجات کی باقاعدہ ضمانت

حاصل ہے اور سورۃ البقرۃ (آیت 62) میں وارد وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کی بشارتِ اخروی کے اندر اس کا پورا حصہ ہے!

ورنہ اس فکرِ جدید کو پھیلانے والے تو دیدہ دلیری سے یہ کہتے ملیں گے کہ: جی ہاں نبی ﷺ کا سن کر بھی جو یہودی یا عیسائی آپ ﷺ پر ایمان نہیں لاتا، اُس کو نجات کی ضمانت خود قرآن مجید دیتا ہے لہٰذا آپ کون ہوتے ہیں اسے جہنم کی وعید سنانے والے؟! اور اس پر حوالہ اسی سورۃ البقرۃ کی آیت سے دیں گے! یہ تو رہے تقاربِ ادیان کے داعی اور دجالی گلوبلزم کے خدمتگار، جس سے بڑی گمراہی اِس دور میں شاید ہی کوئی ہو۔

البتہ جہاں تک 'تکبر' وغیرہ کی شرط لگانے والے ہمارے اِن حضرات کا تعلق ہے... تو یہ محض ایک سنگین تناقض self-contradiction کا شکار ہیں۔ یعنی ایک طرف مانتے ہیں کہ نبی ﷺ کی بعثت ہو جانے اور آپ ﷺ کا سن لینے کے بعد بھی جو یہودی یا عیسائی آپ ﷺ پر ایمان نہیں لاتا وہ ہے تو صاف جہنم کی وعید ہی کا مخاطب۔ جبھی تو آپ کے سورۃ البینۃ کی آیت سنانے پر اِن صاحب نے اس بات کا اصولی اقرار کیا کہ نبی ﷺ پر ایک یہودی یا عیسائی کا جانتے بوجھتے ہوئے ایمان نہ لانا ہے تو واقعتاً ابدی جہنم ہی کا موجب (بس شرط یہ ہے کہ وہ ایسا ازراہِ تکبر کرتا ہو!)۔ دوسری طرف یہ حضرات سورۃ البقرۃ والی آیت کی رُو سے ایک یہودی یا عیسائی کے حق میں خدا اور آخرت کو مان رکھنے اور اچھے اعمال کر لینے کو "کافی" بھی قرار دے رہے ہیں، بلکہ اس نظریہ کی پُرزور تبلیغ کرتے پھر رہے ہیں، کیونکہ یہ شرط پوری کر لینے والے کو اِن کے خیال میں آیت کے اندر (محمد ﷺ پر ایمان نہ لانے کے باوجود!!!) لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ کی بشارت سنا رکھی گئی ہے۔

بھئی اگر 'خدا' اور 'اگلے کسی جہان' کو مان رکھنے اور 'بھلے اعمال' کر لینے والے ایک یہودی یا عیسائی کو کچھ مزید (محمد ﷺ کی رسالت) مانے بغیر ہی نجات کی ضمانت ہے (یعنی

اگر آیت البقرۃ سے فی الواقع یہ مقصود ہے)... تو اُس ’مزید‘ کا کفر کر بیٹھنے والے کو (سورۃ البینۃ وغیرہ میں) جہنم کی وعید ہی سرے سے کیوں؟ اور اگر آپ یہ مانتے ہیں کہ اُس ’اضافی چیز‘ (محمد ﷺ کی رسالت) کا کفر کرنے والے کو ابدی جہنم کی وعید قرآن میں باقاعدہ سنا رکھی گئی ہے (جیسا کہ سورۃ البینۃ میں مذکور ہوا)... تو وہ سرے سے ’اضافی‘ کیسے؟ وہ نجات کے لیے ”باقاعدہ مطلوب“ کیسے نہیں؟

یہ ہے ان حضرات کا تناقض۔

یعنی تھوڑی دیر کے لیے مان لیتے ہیں کہ ”کفر“ وہ ہوتا ہے جو ازراہِ تکبر کیا جائے۔ مگر یہ بحث تو ”کفر“ کا معنیٰ متعین کرنے میں ہوئی نا۔ محمد ﷺ کے ساتھ کفر کرنے کو موجبِ جہنم تو آپ نے تسلیم کر لیا! اور ایک اصولی مسئلہ تو ہمارے آپ کے مابین طے ہوا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ محمد ﷺ پر ایمان لانا یعنی مسلمان ہونا کرۂ ارض پر بسنے والے ہر اُس یہودی اور عیسائی پر جس نے محمد ﷺ کا سن رکھا ہو (خود آپ کے نزدیک) فرض ہے۔ اور محمد ﷺ پر ایمان نہ لانے والا ایسا ہر یہودی اور عیسائی (خود آپ کے نزدیک) دائمی جہنم کا مستوجب۔

پس ہمارے اور اہل کتاب کے مابین پائی جانے والی مشترکات commonalities تو خود آپ کے نزدیک کافی نہ ہوئیں جب تک کہ وہ وقت کے نبی۔ محمد ﷺ ۔ پر اترنے والی ایک ایک بات پر ایمان نہ لے آئیں؛ ورنہ صاف جہنم۔

البتہ اگر آپ کے نزدیک محمد ﷺ کی بعثت ہو جانے اور آپ ﷺ کا سن لینے کے بعد بھی ایک یہودی اور عیسائی کو ”خدا“ اور کسی ”اگلے جہان“ کو مان رکھنا اور ”بھلے کام“ کر لینا نجات کے لیے بہت کافی ہے (از روئے آیت البقرۃ!!!) یعنی محمد ﷺ پر ایمان لائے بغیر بھی اُس کی جنت کھری ہے... تو پھر محمد ﷺ کو نہ ماننے پر (سورۃ البینۃ وغیرہ ایسے قرآنی مقامات کی بنا پر) آپ اُس کے لیے سرے سے پریشان ہی کیوں ہوتے ہیں؟؟؟

جب محمد ﷺ کو نہ مانے بغیر (معاذاللہ) اُس کا گزارہ ہوتا ہے اور جنت اُس کی کھری ہے (آپ کے بقول آیت البقرۃ کی رُو سے !!!) تو اب اُس کے حق میں محمد ﷺ کو نہ ماننے کی صورت میں "کفر" کا سوال ہی کیوں باقی رہ گیا ہے؟

غرض "کفر" کی تعریف آپ کے نزدیک کیا ہے اور ہمارے نزدیک کیا، یہ تو ہم بعد میں دیکھیں گے، ہم پوچھتے ہیں محمد ﷺ کو رد کرنا سرے سے "کفر" اور "مستوجبِ جہنم" ہے ہی کیوں، جبکہ جنت اس کی محمد ﷺ پر ایمان لائے بغیر ہی کھری ہے (اس منحرف فہم کی رُو سے جو آپ آیت البقرۃ سے لیتے ہیں)؟!!

چنانچہ سب سے پہلے میں چاہوں گا کہ آپ ان حضرات کے تناقض ہی کی نشاندہی کریں اور پھر انہیں اس سے نکل آنے کی دعوت دیں۔ اس تناقض سے نکل کر:

1) یا تو یہ اُس دجالی عقیدہ پر چلے جائیں جو محمد ﷺ پر ایمان کو ناگزیر قرار نہیں دیتا اور سورۃ البینہ وغیرہ ایسے ان مقامات کو سرے سے خاطر میں نہیں لاتا۔ اُس کے قول کی رُو سے محمد ﷺ کا پیروکار ہونا ہے ہی دنیا میں محض ایک آپشنل optional چیز (اس کے خیال میں، آیت البقرۃ کی رُو سے آدمی کو پورا آپشن ہے کہ یہودی رہے، یا عیسائی، یا صابیٔ)! اس دجالی عقیدہ پر چلے جانے کی صورت میں یہ حضرات قرآن کے ان سب محکم مقامات کا کوئی جواب نہ دے پائیں گے جن میں محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی لائی ہوئی ہدایت پر ایمان لانے کو کرۂ ارض کے ایک ایک یہودی اور عیسائی اور یہاں کے ہر ہر شخص کے حق میں ناگزیر ٹھہرایا گیا ہے۔ مانند:

- قرآن کا یہ صریح اعلان: قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّـهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ لَا إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّـهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّـهِ

وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿الاعراف:۱۵۸﴾ "اے محمدؐ، کہو کہ "اے انسانو، میں تم سب کی طرف پیغمبر ہوں اس خدا کا جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے، اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے بھیجے ہوئے نبی اُمی پر جو اللہ اور اس کے ارشادات کو مانتا ہے، اور پیروی اختیار کرو اِس کی، امید ہے کہ تم راہ راست پالو گے"۔

- یا جیسے خود سورۃ البقرۃ کا ہی بنی اسرائیل کو باقاعدہ مخاطب کر کے صاف صاف یہ فرمانا: وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ ﴿البقرۃ:۴۱﴾ "اور ایمان لاؤ میری اس تنزیل پر جو تمہارے پاس پہلے سے موجود (صحیفوں) کی تصدیق میں ہے۔ اور سب سے پہلے تم ہی اس کے کافر نہ بن جاؤ"۔
- یا وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ ۚ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ. بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَن يُنَزِّلَ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَىٰ غَضَبٍ ۚ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿البقرۃ: ۹۰﴾ "اور اب جو ایک کتاب اللہ کی طرف سے ان کے پاس آئی ہے، اس کے ساتھ ان کا کیا برتاؤ ہے؟ باوجود یہ کہ وہ اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس پہلے سے موجود تھی، باوجود یہ کہ اس کی آمد سے پہلے وہ خود کفار کے مقابلے میں فتح و نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے، مگر جب وہ چیز آگئی،

جسے وہ پہچان بھی گئے تو، یہ اس سے کفر کر گئے خدا کی لعنت ایسے کافروں پر۔ کیسا برا ذریعہ ہے جس سے یہ اپنے نفس کی تسلی حاصل کرتے ہیں کہ جو ہدایت اللہ نے نازل کی ہے، اس کے ساتھ صرف اِس ضد کی بنا پر کفر کر رہے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل (وحی و رسالت) سے اپنے جس بندے کو خود چاہا، نواز دیا! لہٰذا اب یہ غضب بالائے غضب کے مستحق ہو گئے ہیں اور ایسے کافروں کے لیے سخت آمیز سزا مقرر ہے"۔

- یا قرآن مجید کا نبی ﷺ کی بابت واضح طور پر یہ کہنا: قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ. قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ﴿آل عمران: ۳۲﴾ "اے نبیؐ! لوگوں سے کہہ دو کہ، "اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو پیروی اختیار کرو میری، تب ہی اللہ تمہیں پسند فرمائے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔ وہ ہے بڑا معاف کرنے والا اور رحیم۔ اُن سے کہو کہ "اطاعت قبول کر لو اللہ کی اور اِس رسول کی"۔ پھر اگر وہ تمہاری یہ دعوت قبول نہ کریں، تو یقیناً اللہ ایسے کافروں کو پسند فرمانے والا نہیں"۔
- یا قرآن مجید کا یہ واضح خطاب: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُم مِّن قَبْلِ أَن نَّطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَىٰ أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ﴿النساء: ۴۷﴾ "اے وہ لوگو جنہیں کتاب دی گئی تھی! ایمان لے آؤ ہماری اِس تنزیل پر جو اُس کتاب کی تصدیق و تائید کرتی ہے جو

تمہارے پاس پہلے سے موجود تھی۔ (ایمان لے آؤ اس پر) قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ کر پیچھے پھیر دیں یا ان کو اسی طرح لعنت زدہ کر دیں جس طرح سبت والوں کو ہم نے لعنت زدہ کیا تھا، اور یاد رکھو کہ اللہ کا حکم نافذ ہو کر رہتا ہے"۔

- یا قرآن کا یہ نہایت دوٹوک بیان: إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَن يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ أَن يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ﴿النساء:١٥٠﴾ "جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں سے کفر کرتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان تفریق کریں، اور کہتے ہیں کہ ہم کسی کو مانیں گے اور کسی کو نہ مانیں گے، اور جو بیچ کی کوئی راہ نکالنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ وہ سب پکے کافر ہیں"۔

- یا قرآن کا یہ مقام: يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُم بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿المائدة:١٩﴾ "اے اہل کتاب! ہمارا یہ رسول ایسے وقت تمہارے پاس آیا ہے اور دین کی واضح تعلیم تمہیں دے رہا ہے جبکہ رسولوں کی آمد کا سلسلہ ایک مدت سے بند تھا، تاکہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے پاس کوئی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا سو دیکھو! اب وہ بشارت دینے اور ڈرانے والا آگیا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

- یا قرآن مجید کا یہ بیان: الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي

يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِندَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنجِيلِ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿الاعراف:۱۵۷﴾ "(پس آج یہ رحمت اُن لوگوں کا حصہ ہے) جو اِس پیغمبر، نبی امی کی پیروی اختیار کریں جس کا ذکر اُنہیں اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا ملتا ہے وہ انہیں نیکی کا حکم دیتا ہے، بدی سے روکتا ہے، ان کے لیے پاک چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے، اور ان پر سے وہ بوجھ اتارتا ہے جو اُن پر لدے ہوئے تھے اور وہ بندشیں کھولتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔ پس وہ جو اِس پر ایمان لائیں اور اِس کی حمایت اور نصرت کریں اور اُس روشنی کی پیروی اختیار کریں جو اِس کے ساتھ نازل کی گئی ہے، وہی فلاح پانے والے ہیں"۔

- یا قرآنِ مجید کا یہ واضح مقام جس کا آپ نے بھی حوالہ دیا: إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ﴿البينة:٦﴾ "وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا خواہ اہل کتاب خواہ مشرکین، وہ یقیناً جہنم کی آگ میں جائیں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے، یہ لوگ بدترین خلائق ہیں"۔
- وغیرہ وغیرہ۔ یہ محض چند مقامات قرآن سے ہم نے بیان کیے ہیں جو یہود اور نصاریٰ کو قرآن اور محمد ﷺ پر ایمان نہ لانے کی صورت میں دائمی عذاب کی وعید سناتے ہیں۔

▪ نیز نبی ﷺ کی صرف یہ ایک حدیث: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ، وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ» (صحيح مسلم رقم الحديث 240۔ كتاب الإيمان، باب وجوب الإيمان برسالة نبينا محمدﷺ إلى جميع الناس ونسخ الملل بملته) "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے، اس دور کے لوگوں میں سے کوئی یہودی اور کوئی عیسائی جو میرا سن لے اور پھر اس چیز پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں ایمان نہ لائے، وہ ضرور اہل دوزخ میں سے ہو گا"۔ (صحیح مسلم۔ کتاب الایمان۔ باب: اس بات پر ایمان رکھنے کا بیان کہ ہمارے نبی محمد ﷺ کی رسالت تمام انسانوں کی طرف ہے اور یہ کہ آپ ﷺ کی ملت سے تمام پہلی ملتیں منسوخ ہو چکیں)۔

- مذکورہ بالا حدیث میں نوٹ کیا جائے: محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر ایمان نہ لانے (یعنی اس کا یقین نہ کرنے) کو ہی موجبِ دوزخ ٹھہرایا گیا ہے۔

اور یا پھر اس تناقض سے نکل کر یہ امت کے اس معروف عقیدے پر لوٹ آئیں جو کرۂ ارض کے ہر اس یہودی اور عیسائی کو جس نے محمد ﷺ کا سن رکھا ہے مگر وہ آپ ﷺ پہ ایمان لانے پر آمادہ نہیں دوزخ کی ان وعیدوں کا مستوجب ٹھہراتا ہے جو ابھی اوپر ذکر ہوئیں... یہاں؛ اِنہیں قرآن سے نکالے جانے والے اِس متشابہ کو کہ (البقرۃ 62 میں) بظاہر محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان کے بغیر بھی نجات کا عندیہ نظر آتا ہے، قرآن کے ان محکم مقامات کی طرف لوٹانا ہو گا

جن میں محمد ﷺ پر ایمان نہ لانے والے کو دوزخ کی واضح دوٹوک وعید سنا دی گئی ہے، اور جن میں سے چند (آیات) ابھی اوپر ہم ذکر کر چکے۔

پس اِس تناقض کو انہیں کسی ایک کروٹ بٹھانا ہو گا:

- یا یہ میدان کے اُس پار چلے جائیں؛ اور محمد ﷺ کی بعثت ہو جانے کے بعد آپ ﷺ پر ایمان کو آپشنل optional ٹھہرا دیں (اور اس صورت میں محمد ﷺ پر ایمان کو ناگزیر ٹھہرانے اور محمد ﷺ پر ایمان نہ لانے والے کو ابدی جہنم کی وعید سنانے والی نصوص کی تکذیب یا تاویل کریں)۔
- یا یہ اِدھر ہماری طرف آ جائیں؛ اور محمد ﷺ کی بعثت ہو جانے کے بعد آپ ﷺ کا سن رکھنے والے ہر یہودی و عیسائی ودیگر پر محمد ﷺ کا پیروکار ہونے کو ناگزیر ٹھہرائیں؛ اور اس کو محکم مانتے ہوئے آیت البقرۃ سے نکالے جانے اس متشابہ کو اسی محکم ہی کی طرف لوٹائیں۔

<u>متشابہ کو محکم کی طرف لوٹانا</u> یہ ہوتا ہے کہ: ایک محکم مدلول تو بہر حال اور کسی قیمت پر ساقط نہ ہو۔ جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ متشابہ کے صرف وہ احتمالات مانے جائیں جو محکم سے متعارض نہ ہوں۔ البتہ اس کے وہ احتمالات جو محکم سے متعارض ہوں خود بخود ساقط ہو جائیں (ورنہ محکم کو ساقط ماننا پڑے گا)۔

اس تعارض سے ان کے نکل آنے کی:

- اگر تو پہلی صورت ہے... یعنی یہ محمد ﷺ پر ایمان کو کرۂ ارض کے کسی بھی باشندے کے حق میں ناگزیر نہیں بلکہ 'آپشنل' optional ٹھہرا دیتے ہیں... تو یہ قرآنی محکمات کا صاف کفر کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن نے اپنے آپ کو اور اپنے لے کر آنے والی ہستی (محمد ﷺ) کو جس حیثیت میں پیش کیا ہے وہ یہ کہ اس پر

ایمان نہ لانا صاف دوزخ کا موجب ہے۔ قرآن کے اِس محکم کو کسی متشابہ کی بنا پر متنازعہ ٹھہرانا قرآن کے ساتھ صریح تصادم ہے۔

اور اگر دوسری صورت ہے... یعنی یہ محمد ﷺ پر ایمان کو کرۂ ارض کے ہر یہودی، عیسائی اور صابیؑ کے حق میں ناگزیر ہی ٹھہراتے ہیں... تو پھر یہ اصولاً درست پٹڑی پر چڑھ آتے ہیں۔ تب ہمارے اور ان کے مابین مسئلہ صرف اتنا رہ جاتا ہے کہ محمد ﷺ پر "ایمان" لانے کا کیا مطلب ہے اور محمد ﷺ کے ساتھ "کفر" ہو جانے کا کیا معنیٰ؟

پس اگر یہ اصولی بات ہمارے اور ان کے مابین سرے لگ چکی؛ اور انہوں نے تسلیم کر لیا کہ کرۂ ارض پر بسنے والا کوئی یہودی، عیسائی اور صابیؑ جب تک محمد ﷺ پر ایمان نہیں لاتا اس وقت تک وہ دائمی دوزخ کی قرآنی وعید سے باہر نہیں... تو پھر ہم آگے چلتے ہیں۔

*****

ایمان اور کفر کو 'دل کے فعل' میں محصور کرنا:

قرآنی استعمال میں یہ دو لفظ "ایمان" اور "کفر" ایک دوسرے کے مقابلے پر استعمال ہوتے ہیں۔ یعنی ایمان نہ لانے کی حالت کو ہی "کفر" کہا جاتا ہے؛ اور کفر سے نکل آنے کی حالت کو ہی "ایمان"۔

چونکہ "ایمان نہ لانے" کو ہی قرآنِ مجید میں "کفر" کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے لہٰذا علمائے عقیدہ نے کفر کو اس کی کسی ایک صورت میں محصور نہیں ٹھہرایا بلکہ دلائل کی بنیاد پر کفر کی چار صورتیں بیان کی ہیں:

1. کفرِ استکبار۔ یعنی حق (نبی یا اس کی لائی ہوئی کسی بات) کے آگے تکبر کرنا۔
2. کفرِ جحود۔ یعنی (نبی یا اس کی لائی ہوئی کسی بات کو) سادہ رد کر دینا۔

3. کفرِ شک۔ یعنی (نبی یا اس کی لائی ہوئی کسی بات میں) شک کرنا۔ (جی ہاں یہ بھی کفر ہی کی ایک صورت ہے)۔

4. کفرِ اعراض۔ (رُوگردانی)۔ یعنی (نبی یا اس کی لائی ہوئی کسی بات کو) توجہ دینے کا ہی سرے سے روادار نہ ہونا۔

اب ہم معزز معترض سے پوچھتے ہیں: "کفر" کا یہ جو معنٰی آپ نے بیان فرمایا ہے: یعنی دل میں تو وہ اس کو سچ مان گیا ہو (جسے جاننے کا ہمارے پاس ظاہر ہے کوئی ذریعہ نہیں ہے) لیکن ازراہِ تکبر وہ اس سے تصادم ہی پر آمادہ ہو... اگر تھوڑی دیر کے لیے ہم یہ مان لیں کہ "کفر" کا صرف یہی ایک مطلب ہے... تو کیا آپ اسے صرف رسالتِ محمدی کے معاملہ میں ہی لاگو کریں گے یا دیگر ارکانِ ایمان کی بابت بھی "کفر" کا یہی معنٰی لاگو فرمائیں گے؟

اگر تمام ارکانِ ایمان کے معاملہ میں ہی آپ "کفر" کا یہ معنٰی لاگو کریں گے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ "یہ تو تب ہے جب وہ دل سے تو جانتے ہوں محمد ﷺ سچے رسول ہیں بس ازراہِ تکبر آپ ﷺ سے دشمنی کریں"... کیونکہ لفظِ کفر کا آپ بس یہی ایک معنٰی جانتے ہیں... تو اللہ کے ساتھ "کفر" بھی تو پھر اسی وقت معتبر ہونا چاہیئے جب "وہ دل سے جانتا ہو کہ اللہ ہے" لیکن محض تکبر سے اللہ کے ساتھ دشمنی کرے!!! لہٰذا ایک ملحد کو بھی جو (بیچارہ!!!) کسی وجہ سے "دل سے یقین نہیں کر پایا کہ اللہ ہے" جنت کی خوشخبری دے دیجئے! (براہِ کرم یہاں کوئی اور بحث مت چھیڑیے؛ یہاں صرف "کفر" کا معنٰی ہمارے زیرِ بحث ہے)۔ دوسرا ایک ملحد جو "دل سے نہیں جانتا کہ قیامت ہے" اس کو بھی بخشش کی نوید سنا دیجئے۔ کیونکہ "کفر" کی تعریف آپ کے نزدیک یہ ہے کہ وہ "دل سے ایک بات جان گیا ہو اور بس ازراہِ تکبر ہی وہ اس سے تصادم کرے"۔ تب اکیلا "رسالتِ محمدی پر ایمان" ہی کیوں آپ کے اس اصول کی بھینٹ چڑھے، جبکہ رسالتِ محمدی کے دلائل

اور شواہد اللہ کے فضل سے روئے زمین پر کسی بھی نبی کی رسالت کے دلائل و شواہد سے بڑھ کر ہیں۔ ایسے آدمی کو تو پھر اس سے کہیں بڑھ کر چھوٹ ملنی چاہئے جو مثلاً موسی علیہ السلام کی رسالت پر مطمئن نہیں یا جو مثلاً عیسی علیہ السلام کی رسالت پر مطمئن نہیں۔ یا جو مثلاً نوح علیہ السلام کی رسالت پر مطمئن نہیں۔ یا جو شخص یومِ آخرت پر مطمئن نہیں۔ اصول تو پھر یہ ہونا چاہئے کہ آدمی ایمانیات کی جس بھی چیز پر 'غیر مطمئن' ہو جائے وہ اس کے حق میں موجبِ کفر نہ ہو۔ مثلاً ایک آدمی کہے کہ بھئی میں تو ملائکہ کے وجود پر مطمئن نہیں، یا دوسرا کہے کہ میں تو کسی بھی رسالت پر مطمئن نہیں، اور تیسرا کہے کہ میں تو اس کائنات کو پیدا کرنے والی کسی ہستی پر ہی سرے سے مطمئن نہیں... تو یہ تینوں آدمی آپ کے بیان کردہ اس اصول کی رُو سے "کفر" کے مرتکب نہیں ہیں! ان سبھی کو نجات اور بخشش کی خوش خبری دیجئے!

حق یہ ہے اسلامی تاریخ میں ایک گمراہ فرقہ گزرا ہے، جہمیہ۔ یہ اس کا فلسفہ ہے کہ "کفر" اور "ایمان" کے مباحث کو 'دل سے جاننے' کے مسئلہ میں محصور کیا جائے۔ (جہمیہ کو بھی 'قرآن و حدیث' سے شاید وہی دلیلیں بھائی ہوں جو آپ کو بھا سکی ہیں!)۔ لہٰذا آپ کے معترض کی خدمت میں گزارش ہے کہ یہ سب گھوڑے جو یہ حضرات 'تحقیق' کے نام پر آج دوڑا رہے ہیں امت کی تاریخ میں بہت پہلے اور بڑی 'کامیابی' کے ساتھ دوڑائے جا چکے ہیں اور ان پر سواری کر کے امت کے کچھ ٹولے گمراہی کے کچھ بڑے بڑے گڑھوں میں گر بھی ہو چکے ہیں۔ (تشابھت قلوبھم!!!)۔ سلامتی مطلوب ہے تو دین کے بنیادی امور (عقیدہ وغیرہ ایسے امہات المسائل) کی بابت سلف صالحین کے طریقے پر رہیے اور فہمِ نصوص میں ان کے راستے سے ہٹ کر کوئی نئی اپج اختیار کرنے سے بچیے۔ تسلی رکھئے، خوارج، جہمیہ، قدریہ اور معتزلہ وغیرہ بھی کچھ چھوٹے دماغ نہ تھے۔ وہ بہت بہت مخلص بھی تھے، بڑے بڑے محنتی اور نکتہ رس بھی، اور 'دلائل' کی بحث میں بہت بہت

سنجیدہ بھی۔ بس صرف ایک چیز مفقود تھی اور وہ ہے مدرسۂ صحابہ کی پابندی، باقی ان کے پاس سب کچھ تھا، بلکہ آپ سے کچھ زیادہ ہی ہوگا۔ مگر مدرسۂ صحابہ سے آزاد، 'دلیل' کے تعاقب میں وہ بڑی بڑی سنجیدگی اور اخلاص کے ساتھ کیسے کیسے گڑھوں میں جا گرتے رہے، افکار کی تاریخ پڑھنے والے پر یہ بات اوجھل نہیں۔ ان میں سے جس جس نے اپنی بربادی کے لیے کسی گڑھے کا چناؤ کیا، اغلب یہ ہے وہ اسے 'بربادی کا گڑھا' جان کر اس میں نہیں کودا ہوگا! آگے آپ کی مرضی۔

یہ وجہ ہے کہ ہم اس پر زور دیتے ہیں فہمِ نصوص کے معاملہ میں امت کے معروف عقائد اور مسلمات کی تعلیم سب سے پہلے لیں اور اپنا تصورِ دین پیچھے سے چلے آتے دستور پر ہی استوار کریں۔ 'پہیے کی ایجادِ نو' کی کوشش ویسے تو سائنس اور ٹیکنالوجی میں بھی ایک فضول بات جانی جاتی ہے، البتہ دین میں تو اس کی گنجائش ہی نہیں۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مشہور نصیحت: علیکم بالأمر العتیق "قدیمی ٹکسالی طریق پر رہو"۔

*****

ہمارے جواب کے اِس دوسرے حصے کا خلاصہ یہ کہ:

'دل سے جاننے' کی یہ جہمیہ والی شرط عائد کرنے لگے تو اس کی زد میں پھر تمام رسالتیں اور سب ارکانِ ایمان ہی آجائیں گے؟ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر تو یہ معاملہ پھر نہیں رکے گا۔ لہٰذا "کفر" کا مطلب اگر وہی جہمیہ والا ہے تو پھر اللہ کا نام لے کر اس کا اطلاق سب غیبیات پر ہی کر دیجئے۔ معاملہ از حد آسان ہو جائے گا!

البتہ علمائے کتاب و سنت نے قرآنِ مجید ہی سے کفر کی چار اقسام بیان کر کے دی ہیں (آپ کی بیان کردہ "کفرِ استکبار" ان چار میں سے صرف ایک قسم ہے)۔ جبکہ ان میں سے ایک قسم کفرِ شک ہے اور ایک قسم کفرِ اعراض۔ یعنی کسی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی

رسالت میں شک بھی ہو تو وہ کافر ہے۔ ”شک“ ظاہر ہے تبھی ہو گا جب وہ دل سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نہ مانتا ہو! اور اگر شک کرنا آپ کے نزدیک کفر نہیں ہے (بلکہ کفر آپ کے نزدیک صرف یہ ہے کہ آدمی کو یقین ہو اور پھر وہ دشمنی پر اتر آئے) تو اس قاعدہ کا اطلاق پھر صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر کیوں؟ ایسے کتنے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ان کو اللہ پر ہی شک ہے (نعوذ باللہ)۔ اب ان لوگوں کے دل میں جا کر تو ہم نے نہیں دیکھا کہ وہ اللہ کے وجود پر دل سے یقین رکھتے ہیں مگر تکبر کی وجہ سے اسے ماننے اور اس کے آگے جھکنے پر آمادہ نہیں۔ ایک بڑی تعداد تو ضرور ہی ایسی ہو گی جو اپنے اِس ”شک“ کے دعویٰ میں سچے ہوں۔ لہٰذا اس اصول کی سان پر سارے ارکانِ ایمان کو کیوں نہ رکھ دیں۔ نتیجتاً؛ خدا کو نہ ماننے والے ان سب ملحدوں اور ماں اور بیوی کی تمیز ختم کر رکھنے کے داعی ان تمام زنادقہ کی بھی بخشش کی امید رکھیں جو انبیاء کی بتائی ہوئی غیبیات پر کسی وجہ سے ’دل سے‘ مطمئن نہیں ہو پائے!